فَسْئَلُوٓا أَهْلَ الذِّكْرِ إِن كُنتُمْ لَا تَعْلَمُونَ

"تو پوچھ لیا کرو ان سے جو جانتے ہیں، اگر تم نہیں جانتے" (ترجمہ شیخ الہند)

فتاوی یسئلونک

دار الافتاء والارشاد

الباقیات الصالحات فاؤنڈیشن رجسٹرڈ

شمارہ 90 | جمعۃ المبارک 04 ربیع الثانی 1442ھ 20 نومبر 2020ء

سوال ارسال کرنے کے طریقے

- **بالمشافہ**: سوالات تحریری صورت میں متعین سوالنامے پر بالمشافہ جمع کروائیں۔
- **بذریعہ ویب سائٹ**: www.yasalunak.com پر موجود سوالنامے کے ذریعے ارسال کریں۔
- **بذریعہ برقی مراسلہ**: ask@yasalunak.com پر برقی مراسلے (ای میل) کی صورت میں ارسال کریں۔
- **بذریعہ واٹس ایپ**: 0333-9206874 پر مکمل نام کے ساتھ واٹس ایپ کریں۔

نوٹ: جوابات /فتاویٰ سوالات موصول ہونے کی ترتیب سے ارسال کیے جاتے ہیں۔

دار الافتاء والارشاد، الباقیات الصالحات فاؤنڈیشن رجسٹرڈ، فقہ اکیڈمی C-335 بلاک 1، گلستان جوہر، کراچی

سوال: کیا ivf اور iui کے طریقہ کار سے اولاد لینا جائز ہے؟ جیسے مثال کے طور پر حضرت زکریا علیہ السلام اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے یہ پروسیجر نہیں کیے اور صبر کیا، اگرچہ پھر زکریا علیہ السلام کی اولاد تو ہوگئی۔ لہذا انبیاء کی صورت میں ایسا کرنا صحیح نہیں تھا تو کیا موجودہ وقت میں اگر ہم یہ کریں تو جائز ہوگا یا نہیں؟

جواب: اولاد اللہ تعالیٰ کی ایک نعمت ہے، شادی اس کا ایک ظاہری اور فطری سبب ہے۔ اگر شادی کے بعد فطری طریقے سے اولاد کی نعمت حاصل ہوجائے، اس پر اللہ کا شکر ادا کرنا چاہیے اور اگر کسی میاں بیوی کے ہاں فطری طریقے سے اولاد پیدا نہ ہو تو ان کو صبر کرنا چاہیے۔ یہی اعتقاد رکھا جائے کہ اسی میں ہمارے حق میں خیر ہوگی کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی حکمت بالغہ سے ہی ہمیں اولاد سے محروم رکھا۔ اولاد کے حصول کے لیے جو مصنوعی طریقے اپنائے جاتے ہیں ان میں بہت سی خرابیاں پائی جاتی ہیں مثلاً غیر مرد کا نطفہ استعمال کرنا، اس میں نسب کا اختلاط لازم آتا ہے جس سے یہ عمل زناکاری کے حکم میں داخل ہوجاتا ہے، یا پھر اپنا نطفہ بیوی کے علاوہ کسی اجنبی خاتون کے رحم میں رکھنا یا شوہر کا نطفہ بیوی کے رحم میں رکھتے وقت اجنبی ڈاکٹر سے مدد لینا، جس سے بے پردگی اور بے حیائی لازم آتی ہے۔ اس کے علاوہ اور بھی خرابیاں ہیں۔ اس لیے اولاد کے حصول کے لیے مصنوعی طریقے کو اختیار کرنا جائز نہیں۔

هو استدخال المنى لرحم المرأة بدون جماع. فإن كان بماء الرجل لزوجته، جاز شرعاً، إذ لا محذور فيه، بل قد يندب إذا كان هناك مانع شرعى من الاتصال الجنسى. وأما إن كان بماء رجل أجنبى عن المرأة، لا زواج بينهما، فهو حرام؛ لأنه بمعنى الزنا الذى هو إلقاء ماء رجل فى رحم امرأة، ليس بينهما زوجية. ويعد هذا العمل أيضا منافياً للمستوى الإنسانى، ومضارعاً للتلقيح فى دائرة النبات والحيوان. (الفقه الإسلامى وأدلته للزحيلى، ۴/ ۲۶۴۹)

سوال: ہمارا ایک پورشن ہے جس کا اسٹرکچر بنا ہوا ہے، اس کی فنیشنگ پر کوئی بارہ لاکھ کا خرچہ ہوگا۔ اگر ہم بارہ لاکھ کا کوئی انویسٹر ڈھونڈتے ہیں اور مکان تیار ہوجاتا ہے تو کرایہ پر دیتے ہیں، اس میں سے آدھا ہمارا اور آدھا انویسٹر کا ہوگا۔ اور اگر کرایہ دار مکان خالی کرتا ہے تو انویسٹر کو کرایہ نہیں ملے گا۔ اور جب نیا کرایہ دار آتا ہے تو مزید کچھ خرچہ کرنا پڑتا ہے، اس میں بھی ہم دونوں کا خرچہ برابر ہوتا ہے۔ کیا اس طرح کرنا ٹھیک ہے؟ اور کیا یہ سود تو نہیں؟

جواب: صورت مسئولہ میں جو شخص مکان کی تعمیر مکمل کرنے کے لیے رقم دے گا اس رقم کی حیثیت قرض کی ہوگی، اس کے بعد کرائے کے نام پر جو رقم دی جائے گی وہ قرض پر منافع ہوگا جو سود کے حکم میں داخل ہونے کی وجہ سے ناجائز اور حرام ہوگا اس لیے سوال میں ذکر کردہ طریقہ پر انویسٹر سے رقم لے کر معاملہ کرنا جائز نہیں ہوگا۔

(الف) وفی الأشباه كل قرض جر نفعا حرام. (رد المحتار، كتاب البيوع، مطلب كل قرض جر نفعا حرام)

(ب) ولا يجوز قرض جر نفعا. (البحر الرائق، كتاب البيع، فصل فى بيان التصرف فى المبيع...)

سوال: کیا مرد کو گھٹنے چھپانے چاہییں، لیکن اگر نہ چھپائے تو کیا یہ حرام ہے؟ اس کا تحقیقی جواب عنایت فرمائیں۔

جواب: مرد کا ستر ناف سے گھٹنے تک کا حصہ ہے اور گھٹنا ستر میں شامل ہے ناف سے گھٹنے تک کا حصہ شرعی اور طبعی ضرورت کے علاوہ کسی کے سامنے کھولنا ناجائز اور حرام ہے۔

احادیث شریفہ میں اس حصے کو چھپانے کی بہت زیادہ تاکید آئی ہے:

أن رسول الله -صلى الله عليه وسلم- قال: «لا تنظر المرأة إلى عورة المرأة ولا ينظر الرجل إلى عورة الرجل. (سنن ابن ماجه ت الأرنؤوط، ۱/ ۴۲۱)

ترجمہ: ’’رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کوئی عورت کسی عورت کا ستر نہ دیکھے اور کوئی مرد کسی مرد کا ستر نہ دیکھے‘‘۔

وَعَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ جَعْفَرِ بْنِ أَبِي طَالِبٍ -رضى الله عنهما- قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ - صلى الله عليه وسلم -: «مَا بَيْنَ السُّرَّةِ وَالرُّكْبَةِ عَوْرَةٌ (الجامع الصحيح للسنن والمسانيد، ۲۴/ ۳۱۶)

ترجمہ: ’’عبد اللہ بن جعفر بن ابو طالب فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ناف سے گھٹنے تک کا حصہ ستر ہے‘‘۔

’’قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: «مروا صبيانكم بالصلاة لسبع،

واضربوهم عليها لعشر، وفرقوا بينهم فى المضاجع، وإذا زوج أحدكم عبده أو أمته أو أجيره فلا تنظر الأمة إلى شيء من عورته، فإن ما تحت السرة إلى ركبته من العورة'' (السنن الكبرى للبیهقی، ۲/ ۳۲۴)

ترجمہ: ''رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اپنی اولاد کو سات سال کی عمر میں نماز کا حکم دو اور دس سال کا ہونے پر (نماز کا عادی نہ ہونے کی صورت میں) ان کو سزا دو اور ان کے بستر الگ کر دو (یعنی دس سال کی عمر پوری ہونے کے بعد لڑکی اپنے والد کے ساتھ ایک بستر میں نہ سوئے، لڑکا اپنی والدہ کے ساتھ ایک بستر میں نہ سوئے، بھائی بہن ایک بستر میں نہ سوئیں) جب تم میں سے کوئی اپنے غلام یا باندی یا اجیر کی شادی کرائے تو پھر باندی اپنے آقا کا ستر نہ دیکھے کیونکہ ناف سے گھٹنے تک کا حصہ ستر میں داخل ہے''۔

قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «الرُّكْبَةُ مِنَ الْعَوْرَةِ» (سنن الدارقطنی، ۱/ ۲۳۱)

ترجمہ: ''رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: گھٹنہ ستر کا حصہ ہے''۔

زرعة بن عبد الرحمن بن جرهد الأسلمی، عن جده جرهد أن رسول الله صلى الله عليه وسلم مر عليه وفخذه مكشوفة، فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم: «غط فخذك يا جرهد، فإن الفخذ عورة» (المعجم الكبير للطبرانی ۲/ ۲۷۱)

ترجمہ: ''زرعہ بن عبد الرحمن بن جرہد اسلمی اپنے دادا جرہد سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ان کے پاس سے گزرے، ان کی ران کھلی ہوئی تھی تو رسول اللہ ﷺ نے ان سے فرمایا اے جرہد اپنی ران کو چھپاؤ کیونکہ ران ستر کا حصہ ہے''۔

عَنِ ابْنِ عُمَرَ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: «إِيَّاكُمْ وَالتَّعَرِّيَ فَإِنَّ مَعَكُمْ مَنْ لَا يُفَارِقُكُمْ إِلَّا عِنْدَ الغَائِطِ وَحِينَ يُفْضِي الرَّجُلُ إِلَى أَهْلِهِ، فَاسْتَحْيُوهُمْ وَأَكْرِمُوهُمْ» سنن الترمذی ت شاکر (۵/ ۱۱۲)

ترجمہ: ''حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم برہنا ہونے سے بچو کیونکہ ایک مخلوق (فرشتے) تمہارے ساتھ ہر وقت ہوتے ہیں سوائے قضائے حاجت کے اور بیوی کے ساتھ ہمبستری کے لہذا تم ان سے حیا کرو اور ان کا اکرام کرو''۔

ویجوز أن ينظر الرجل إلى الرجل إلا إلى عورته كذا فى المحيط وعليه الإجماع، كذا فى الاختيار شرح المختار. وعورته ما بين سرته حتى تجاوز ركبته، كذا فى الذخيرة وما دون السرة إلى منبت الشعر عورة فى ظاهر الرواية (الفتاوى الهندية، ۵/ ۳۲۷)

سوال: حیدر آباد میں یہ ٹرینڈ چل رہا ہے کہ جب مکان کرائے پر اس طرح لے رہے ہیں کہ اس کو ایڈوانس دے دیے، ایک لاکھ، دو لاکھ یا دس لاکھ، جتنے بھی دے دیے ہیں، اب وہ کرایہ نہیں دے گا، بلکہ صرف بجلی پانی کے بل وغیرہ بھرے گا، یعنی ایڈوانس اتنا زیادہ دے دیا کہ اب کرایہ دینے کی ضرورت ہی نہیں ہے۔ کیا یہ معاملہ درست ہے؟

اسی طرح اگر کسی کی کوئی فیکٹری یا دوکان ہو اور اس کو کچھ رقم کی ضرورت ہو یا نہ بھی ہو اور اسے کوئی رشتے دار وغیرہ رقم دے دے کہ اسے اپنے بزنس میں لگالو اور اس کے بدلے مجھے نوکری پر رکھ لو اور تنخواہ مجھے زیادہ دینا۔ تو کیا یہ درست ہوگا؟ واضح ہو کہ نوکری کے بدلے جو رقم ادا کی جارہی ہے وہ رقم قرض ہوتی ہے جو بعد میں واپس ادا کی جاتی ہے۔

جواب: سوال میں ذکر کردہ دونوں صورتیں قرض کے بدلے میں نفع حاصل کرنے کی ہیں، اور قرض کے بدلے میں قرض خواہ کا مقروض سے نفع حاصل کرنا از روئے شرع حرام ہے۔ اس لیے دونوں معاملات ناجائز ہیں ان سے بچنا اور لوگوں کو اس سے مطلع کرنا ضروری ہے۔

(ألف) وفی الأشباه كل قرض جر نفعا حرام. (رد المحتار، كتاب البيوع، مطلب كل قرض جر نفعا حرام)

(ب) ولا يجوز قرض جر نفعا. (البحر الرائق، كتاب البيع، فصل: فى بيان التصرف فى المبيع)

سوال: ایک عزیز نے کچھ سالوں قبل تفسیر کا ایک مکمل سیٹ عنایت کیا تھا۔ کیا اس کو فروخت کیا جا سکتا ہے؟

جواب: کسی کے ہدیے کی اصل قدر دانی یہ ہوتی ہے کہ اس سے بھرپور استفادہ کیا جائے، اس لیے بہتر تو یہ ہے کہ تفسیر قرآن کریم کو اپنے مطالعے میں رکھا جائے اور قرآن کریم کے ہر ہر حکم پر عامل

رہے۔لیکن کسی وجہ سے بیچنا پڑ جائے تو بیچنا بھی شرعاً جائز ہے۔

هي لغة التفضل على الغير بما ينفعه ولو غير مال...واصطلاحا...(هي تمليك العين بلا عوض)...وحكمها ثبوت الملك للموهوب له. (البحر الرائق، كتاب الهبة)

سوال: کیا مسجد کے پیسوں سے مسجد میں کفن اور چار پائی لاکر رکھ سکتے ہیں کہ بعد میں میت والوں سے لے لیے جائیں؟

جواب: میت کی چار پائی ضروریات مسجد میں داخل نہیں اس لیے اس کا مسجد کی آمدنی سے خرید نا جائز نہیں۔کوئی صاحب خیر ازخود خرید کر مسجد میں رکھ دے تاکہ بوقت ضرورت اہل محلہ استعمال کرسکیں، یہ بہتر صورت ہے۔کفن اگر نفعے کے ساتھ فروخت کرنے کی نیت سے خریدا جائے تو اس کی گنجائش ہوگی۔

ليس لقيم المسجد أن يشتري جنازة وإن ذكر الواقف أن القيم يشتري جنازة. كذا في السراجية. (الفتاوى الهندية، كتاب الوقف، الباب الحادى عشر فى المسجد وما يتعلق به، الفصل الثانى فى الوقف وتصرف القيم وغيره فى مال الوقف عليه)

سوال: ایک عورت حالت طہر میں تھی کہ نماز عشاء کا وقت داخل ہوگیا لیکن اس نے نماز ادا کرنے میں تاخیر کی تو عورت کا حیض شروع ہوگیا اب اس نماز کی قضا کرنا ہوگی یا نہیں؟

جواب: نماز کے آخری وقت میں حیض آگیا اور ابھی تک نماز نہیں پڑھی تھی تو یہ نماز معاف ہے پاک ہونے کے بعد اس نماز کی قضاء واجب نہیں۔

إذا حاضت فى الوقت أو نفست سقط فرضه بقي من الوقت ما يمكن أن تصلي فيه أو لا. هكذا في الذخيرة. لو افتتحت الصلاة في آخر الوقت ثم حاضت لا يلزمها قضاء هذه الصلاة بخلاف التطوع. كذا في الخلاصة. (الفتاوى الهندية، كتاب الطهارة، الباب السادس في الدماء المختصة بالنساء، الفصل الرابع في أحكام الحيض والنفاس والاستحاضة)

سوال: مسجد سے متعلق شریعت میں متولی کا کیا مفہوم ہے؟ کون اس کا اہل ہوتا ہے اور کون کسی شخص کو متولی بنا سکتا ہے؟ متولی کے کیا حقوق وفرائض ہیں؟ اور کیا تاحیات ایک ہی شخص متولی رہتا ہے یا تبدیل کیا جا سکتا ہے؟

جواب: موقوفہ زمین یا موقوفہ چیز کی دیکھ بھال کا ذمہ دار متولی کہلاتا ہے، متولی بننے کا حق وقف کرنے والے کو ہے، وقف کرنے والے کے بعد اس کے وصی کو یعنی جس کے لیے اس نے تولیت کی وصیت کی کہ میرے بعد وقف کی دیکھ بھال فلاں کرے گا، پھر وقف سے فائدہ اٹھانے والے کو، پھر اہل محلہ کو، پھر قاضی کو متولی مقرر کرنے کا حق ہے، متولی ایسے آدمی کو بنایا جائے جو امین ہو (خائن نہ ہو) دیندار ہو (بے دین نہ ہو) انتظامِ وقف کی اہلیت اور اس سے دلچسپی رکھتا ہو ابتداء سے ہی کسی فاسق غیر متدین کو متولی بنانا گناہ ہے۔اگر کوئی شخص شرعی اعتبار سے وقف کو چلا رہا ہو اور کسی قسم کی خیانت نہ کر رہا ہو تو ایسا شخص ساری زندگی بھی متولی بن سکتا ہے لیکن اگر اس کی خیانت کی غیر شرعی امور ظاہر ہو جائیں تو اس کو متولی بنائے رکھنا جائز نہیں یا تو قاضی یا پھر اہل محلہ اس کو معزول کر کے کسی دوسرے شخص کو جو اہلیت رکھتا ہو متولی بنائیں۔

الدر المختار وحاشية ابن عابدين (رد المحتار) (۴/۳۸۰)

ولاية نصب القيم إلى الواقف ثم لوصيه ثم للقاضى.

البحر الرائق شرح كنز الدقائق ومنحة الخالق وتكملة الطورى (۵/۲۴۴)

فى فتح القدير الصالح للنظر من لم يسأل الولاية للوقف وليس فيه فسق يعرف قال وصرح بأنه مما يخرج به الناظر ما إذا ظهر به فسق كشربه الخمر ونحوه.اهـ.

سوال: تین بھائی ایک ساتھ عمرہ کے لیے گئے تو کیا وہ ایک دوسرے کا حلق کر سکتے ہیں؟ اور کیا کوئی شخص خود اپنا حلق کر سکتا ہے؟

جواب: اگر تینوں بھائی عمرہ میں طواف اور صفا و مروہ کی سعی سے فارغ ہو چکے ہیں تو اب احرام سے نکلنے کے لیے ہر ایک اپنے بال خود بھی کاٹ سکتا ہے اور تینوں ایک دوسرے کے بال بھی کاٹ سکتے ہیں۔

لو حلق راسه او راس غيره من حلال او محرم جاز له الحلق، لم يلزمهما شيئ. (غنية الناسك، باب مناسك منى يوم النحر، فصل فى الحلق، ص:۱۶۴، ط: المكتبة الامدادية بمكة المكرمة)

ختم شد